محمود الازہر ندوی

آتشیں لحاف

گذشتہ سال اردو کی ایک مشہور افسانہ نگار خاتون آگ کا لحاف اوڑھ کر دنیا سے روپوش ہو گئیں' ی یا اس سے کچھ اوپر عمر پائی ' افسانے تو بہت لکھے ' انداز بیان بہت تیکھا بلکہ زہریلا تھا' مشرقیت تو خیر دور کی چیز ہے' نسوانیت سے بھی ان کو چڑھ سی تھی کیمونسٹوں نے جو ایک اشتہاری قسم کا لٹریچر تیار کیا تھا اور جس کو وہ "نیا ادب" کہا کرتے تھے' جو اب پرانا ہو چکا ہے' بلکہ اس میں پھپھوند لگ چکی ہے - اس کے پیش رو اور تیز رو طبقہ میں موصوفہ بھی تھیں ان کی شہرت آج سے نصف صدی پہلے ایک ایسے افسانہ کی وجہ سے ہوئی تھی جس کو اس عہد کی حکومت بھی برداشت نہ کر سکی اور لاہور یسا آزاد منش اور زندہ دل خطہ بھی ہضم نہ کر سکا ' اور ان پر عریاں نویسی کے الزام میں مقدمہ چلا - اس مقدمہ میں جیت برہنہ پسندوں کی اور ہار اخلاقی قدروں کے حامیوں کی ہوئی' دوسرا مضمون جس نے ان کی شہرت کو دھوئیں کی طرح پھیلایا وہ ایک تعزیتی یا تاثراتی خاکہ تھا جو انہوں نے اپنے حقیقی بھائی کی موت پر لکھا تھا اور اس کا عنوان تھا "دوزخی"

ان کے افسانوں کی عمریں بہت مختصر ثابت ہوئیں کچھ دنوں تو ان کے چرچے رہے' مخالف موافق تبصرے نکلتے رہے' اس کے بعد خود ان کی زندگی ہی میں وہ یادوں سے محو ہونے لگے' ان کے نقش قدم پر چند اور مستورات و مکشوفات اپنے قلم کا برہنہ رقص دکھانے منظر عام پر آئیں مگر فن فحش نگاری میں طرح نو ایجاد کرنے والی افسانہ نگار صاحبہ کا رتبہ نہیں حاصل کر سکیں ' عربی میں ٹھیک ہی کہا جاتا ہے "**الفضل للمتقدم**"

کہا جاتا ہے اور واقعہ بھی یہی ہے کہ اہل قلم اور ادیب اپنی موت کے بعد بھی بہت دنوں زندہ رہتے ہیں ' کبھی وہ صدیوں جیتے ہیں ' نسلوں پر نسلیں گزرتی جاتی ہیں مگر ان کی نگارشات کی تازگی میں فرق نہیں آتا - متنبی حافظ' اقبال اور غالب کی مثالیں آپ کے سامنے ہیں ' لوگ ان کے اشعار سے اپنی بات کو وزنی بناتے ہیں' ان کو بطور دلیل کے پیش کرتے ہیں ان کے مصرع ہر موقع پر دہراتے ہیں - لیکن اس کے برخلاف ایسے بھی ادیب اور اہل قلم ہوتے ہیں جو اپنی طبعی موت سے پہلے مر جاتے ہیں ' لوگ چند دن تو واہ واہ کر لیتے ہیں لوگ پھر "تلاش نو" میں دوسرے ادباء کا کلام کی طرف مائل

(بقیہ صفحہ ۳ پر)